

نلکی بچہ (ٹیسٹ ٹیوب بی بی)

(شرعی اور عقلی مسائل)

سید محمد حسن الزمان

فکرونظر کے شماره اکتوبر تا دسمبر ۸۸ء میں مولانا عبدالغفار حسن صاحب کا مقالہ بعنوان „فطری نظام تخلیق اور ٹیسٹ ٹیوب بی بی قرآن و سنت کی روشنی میں“ شائع کیا گیا تھا۔ اسی موضوع پر جناب سید محمد حسن الزمان صاحب کا یہ مضمون قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے جو قریب قریب اسی نقطہ نظر کا ایک تسلسل ہے۔ علمی سطح پر مدلل اختلاف کیلئے بھی فکرونظر کے صفحات حاضر ہیں۔

(مدیر)

۱۔ طبی اسباب

۹ اسباب ہیں جن کی بنا پر فطری طریقے سے بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ چار کا تعلق مرد سے ہے۔ پانچ کا عورت سے۔ ان ۹ میں سے < اسباب عارضی یا عوارضی ہیں۔ دو اسباب فطری ہیں، (ہر دو میں سے کسی کے مادہ تولید میں تولیدی خصوصیت کا فطری فقدان)۔

۲۔ تعارف : اس سلسلے میں دو مختلف طریقوں میں امتیاز۔

(۱) پچکاری مار طریقہ (Artificial Insemination) چند سال پہلے تک

انسانوں میں رائج نہیں تھا البتہ حیوانات میں تھا۔ جیسے ایک تندرست سانڈ کا مادہ نکال کر ایک پچکاری کے ذریعے ایک سو گایوں کا گابھن کرنے کے کام میں لانا۔ اب یہ طریق کار انسانوں میں بھی رائج ہو گیا ہے۔ اس طریقہ سے صرف فرانس میں اب تک دس ہزار بچے پیدا ہو چکے ہیں۔ وہاں کا سرکاری ادارہ

(C. S. C. S.) ایک پچکاری صرف پانچ عورتوں پر لیکن پرائیویٹ ادارے سو عورتوں پر استعمال کرتے ہیں۔ رش اتنا ہے کہ بعض عورتوں کو ایک سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پچھلے سال صرف نو سو (۹۰۰) عطیات ملے تھے جو ضرورت کے لئے ناکافی تھے۔

(۲) نلکی بار طریقہ (In Vitro Fertilisation) یا نلکی میں بار آوری اور یہی ٹیسٹ ٹیوب برے بی یا نلکی بچہ کا طریقہ کار ہے۔ اس میں دو تا پانچ افراد ملوث ہوتے ہیں۔

(الف) مسٹر براؤن اور بیگم براؤن کے تولیدی جرثوموں کو نکال کر نلکی میں بار آور کرنا اور بار آوری کے بعد بیگم براؤن کے رحم میں منتقل کر دینا۔

(ب) دوسری صورت میں مسٹر براؤن کی جگہ مسٹر ولیم کو استعمال کیا جاتا ہے لیکن بیگم براؤن کی پوزیشن برقرار رہتی ہے۔

(ج) تیسری صورت میں مسٹر براؤن برقرار رہتے ہیں لیکن مسز براؤن کی جگہ بیگم ولیم لے لیتی ہیں۔

(د) چوتھی صورت میں براؤن اور بیگم براؤن کی جگہ ولیم اور بیگم ولیم خام مال فراہم کرتے ہیں لیکن ولادت کا کارخانہ بیگم براؤن ہی ہوتی ہے۔

(۵) پانچویں صورت میں ولیم اور بیگم ولیم کا خام مال محترمہ بشیرا کو فراہم کیا جاتا ہے جو بچہ پیدا کرنے کے بعد مسٹر اور مسز براؤن کی گودیں ہری کر دیتی ہے۔

۳۔ تاریخ

- اس معاملہ میں تجربات کا سن آغاز، ۱۹۳۰ء ہے۔

- پانچویں دہائی میں ایک ڈاکٹر مصنوعی طریقے سے جنین کو ۲۹

- دن تک زندہ رکھنے میں کامیاب ہوا۔ لیکن ویشیکن کے اعتراض کے بعد مزید تجربہ ترک کر دیا۔
- ۱۹۷۳ء میں ایک ڈاکٹر نے نلکی میں بارآوری میں کامیابی کا دعویٰ کیا اور بتایا کہ اس نے اس بار آور مادہ کو واپس رحم میں منتقل کر کے استقرار حمل میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔
- ۱۹۷۸ء میں پہلے بچے کی پیدائش ہوئی۔
- پچھلے ماہ بھارت میں بھی اس طرح کا ایک بچہ پیدا ہو چکا ہے۔

۳۔ طریقہ عمل

- بیضہ اثنی نکالا جاتا ہے۔ مرد کے تولیدی جراثیم کشید کر کے ان پر کیمیاوی مادہ استعمال ہوتا ہے۔ ان جراثیموں اور بیضہ اثنیٰ کو یکجا کیا جاتا ہے حتیٰ کہ دونوں میں وصل ہو جائے (حمل قرار پا جائے)۔ تقریباً ۲۳ گھنٹہ میں اس وصل خوردہ مادے (حمل) کو عورت کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ۲۰ سے ۳۵ فیصد تک حمل رحم میں ساقط ہو جاتے ہیں باقی کامیاب۔ تخمینہ لاکھ فی بچہ مبلغ ایک لاکھ روپیہ بتائی جاتی ہے۔ اسی طرح دس ہزار بچے ایک ارب روپیہ خرچ کر کے حاصل ہو سکتے ہیں۔*
- ۵۔ رد عمل

بہت سے افراد اور بعض ادارے اس طریق کار کو اخلاق اور قانون کے خلاف سمجھتے ہیں۔ کیتھولک چرچ اور اینگلیکن چرچ مذہبی اور اخلاقی نقطہ نظر سے اس کے خلاف ہیں۔

* دوسرے الفاظ میں اگر دس ہزار بچے حاصل کرنے کے بجائے اس کی رقم ان امراض اور عوارض کا تدارک کرنے پر صرف کر دی جائے جو استقرار میں مانع ہیں تو شاید اس سے زیادہ بچے فطری طور پر حاصل ہو جائیں گے۔

۶۔ دلائل جواز :

(الف) جہاں تک زن و شوہر کے تولیدی مادہ کو نلکی میں بار آور کر کے ماں کے رحم میں واپس رکھنے کا معاملہ ہے تو اسے بعض علماء جائز کہتے ہیں۔ اب رہ گیا مغربی طریقہ جس میں بار برداری کا کام کچھ پیسے دے کر کسی اور کے رحم سے لیا جاتا ہے تو اس سلسلے میں سوال یہ ہے کہ اگر عورت اپنے ہاتھ پیر کی محنت، اپنے علم، اپنے ذہن کی صلاحیت، اپنی طلاق لسانی اور ذہنی تخلیقات سے دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتی ہے یا ان کا معاوضہ لے سکتی ہے تو پھر اپنے رحم کا کرایہ کیوں نہیں لے سکتی۔ وہ کسی سے ہمبستری نہیں کرتی جو گناہ ہے کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی، اور نہ ہی برا خیال لاتی ہے۔ اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتی ہے البتہ اپنے شوہر کی اجازت سے (اگر شادی شدہ ہے) رحم میں اسی طرح دوسرے کا جنین امانتاً رکھ لیتی ہے جس طرح کسی دوسرے کا امانت رکھا ہوا زیور پہن لے یا کرایہ پر دوسرے کے بچے کو دودھ پلانے یا پھر اللہ واسطے رضاعت انجام دے۔

(ب) علامہ جاد الحق نے اسے زنا قرار دیا ہے۔ حالانکہ فقہاء نے زنا ثابت ہونے کے لئے جسمانی قرب و اتصال کی جو شرائط متعین کی ہیں ان میں سے ایک بھی پوری نہیں ہوتی۔

(ج) یہ عمل : مَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا کی تعریف میں آتا ہے۔

(د) حضور اکرم کے قول۔

(۱) تخيروا نطفكم وانكحو الاكفاء ميس حرف عطف کے

ساتھ جس ترتیب سے دو افعال کا مشورہ دیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا

ہے کہ ان دونوں افعال کا ایک دوسرے سے متعلق ہونا ضروری نہیں -

(۵) رہا یہ سوال کہ ترمذی کی حدیث :

لا یحل لامری ---- ان یسقی ماءہ زرع غیرہ اس مسئلہ پر رہنمائی کر سکتی ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ جنسی تعلق کے سلسلے میں ایک امر واقعہ کو مجاز کی زبان دی گئی ہے بالکل اسی طرح جیسے لاتباشروہن اور لاتقربوہن کو - نہ کہ تولید کی کسی ایسی شکل کو جو اس زمانے میں متعارف نہیں تھی -

(و) اسلام میں دوسرے کے بچے کو گود لینا جائز ہے اور نلکی بچہ

کسی کے بچہ کو گود لینے کے بجائے حمل کو گود لینے کا نام ہے -

(ذ) اس عمل کی حرمت کے لئے کوئی نص صریح نہیں ہے -

چنانچہ فیصلہ کا انحصار قیاس اور اجتہاد پر ہونا چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ ان ہزاروں لاکھوں شادی شدہ جوڑوں کی ضرورت شدیدہ کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کیا جانا چاہیئے جو اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہیں اور جو اپنی نسل چھوڑ جانے سے معذور ہیں جس کی بقا و تحفظ مقاصد شریعہ میں سے ہے -

نِسَاءُكُمْ حَرْتُمْ لَكُمْ كَمَا كُنْتُمْ لَكُمْ وَأَنْتُمْ حَرْتُمْ لَنَا

شیتم - حرث میں تخم بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور

علیحدہ آگائی ہوئی پنیری بھی - نلکی بچہ کی حیثیت پنیری

کی سی ہے -

< - محرکات

سب سے پہلا قابل غور سوال یہ ہے کہ آیا یہ واقعی ایسا

معاملہ ہے جس پر مسلمانوں کو اپنی ذہنی توانائیاں اور اپنے

مادی وسائل صرف کرنا چاہیں یا یہ ایک ایسے خدا فراموش
اخلاق و تہذیب سے عاری معاشرے کا مسئلہ ہے جہاں :

(۱) مرد کے لئے کسی بھی مجبوری کی بنا پر عقد ثانی
ممنوع ہے۔

(۲) اولاد سے معذور عورت کو طلاق دینا انتہائی مشکل
بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔

(۳) خلع لینے والی عورت کو بالعموم شب بسری کے لئے
دوست بہت دستیاب ہوتے ہیں شوہر تقریباً نہیں۔

(۴) اولاد کم سے کم پیدا کرنے (planned Parenthood) کی
دُھن میں کسی کے پاس بھی اپنے بچوں کا اتنا اسٹاک
نہیں ہوتا کہ وہ اپنے کسی اولاد سے محروم قریبی عزیز
کو ایک آدھ بچہ عطا کر دے۔ جسے پال کر وہ اپنی
ولدیت کا فطری شوق پورا کر سکے۔

(۵) خود غرض ، خود سر اور منتشر کنبے کے گھر کی
تنہائیوں میں دل بہلانے کے لئے اور ضعیفی میں معمولی
سا نفسیاتی اور اخلاقی سہارا بننے کے لئے سوسائٹی کا
کوئی فرد دوسرے کا ہاتھ نہیں بٹاتا۔ چنانچہ مغربی
معاشرے میں ہر انسان اولاد کا اسی طرح ضرورتمند
ہوتا ہے جس طرح کوئی ڈوبتا ہوا شخص تنکے کا۔

۶۔ بعض جائزوں کے مطابق نشے کی کثرت نے اولاد پیدا
کرنے کی صلاحیت کو شدت سے متاثر کیا ہے۔

۷۔ بدکاری اور آزادانہ جنسی اختلاط کے نتیجے میں بعض
امراض اور اسقاط حمل کی کثرت نے توالد و تناسل کی
صلاحیت پر برا اثر ڈالا ہے۔

۸ - شروع دور میں مانع حمل طریقوں کا کثرت استعمال اور آخر دور میں اولاد کے حصول کی خواہش ، جب تولید کا فطری عمل مختل ہونے لگتا ہے تو سلسلہ تولید متاثر ہوتا ہے -

۹ - بہاری ورزش، مردانہ کھیل کود اور سخت محنت کے پیشے بعض اوقات عورتوں کے عمل تولید میں رکاوٹ بن جاتے ہیں -

اگر سرسری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ مسلم معاشرہ ابھی تک مندرجہ بالا بگاڑ کا شکار نہیں ہوا ہے اور نہ وہ اس بگاڑ کے ان بھیانک نتائج سے دو چار ہے جس سے مغربی معاشرہ - چنانچہ اولاد سے محرومی کے تدارک کے لئے نلکی بچوں کا طریق کار اختیار کرنے کے بجائے اسلام کے نظام عفت و معاشرت کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے - ہمیں یقین ہے کہ اگر یہ نظام اپنا لیا جائے تو مغربی ممالک میں موجودہ لا ولد جوڑوں کا اوسط ۱۲ فیصد سے گر کر بمشکل دو یا تین فیصد رہ جائے گا

۸ - فطری عمل اور طریق کار

شریعت نے جنس کے معاملے میں غیر فطری عمل کو حرام قرار دیا ہے۔ چاہے وہ اَنتُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ کے ذیل میں آتا ہو یا من وقع علی بہیمۃ فاقتلوه واقتلوا البہیمۃ ، یا ارجمو الاعلی والاسفل ، یا ویحرم الاستمناء لقوله والذین --- - - فَمَنْ ابْتَغَى وراءالک فاولئک ہم العادون یا لا یبایسر الرجل الرجل ولا تباشرا لامرأة الامرأة . کے ذیل میں آتا ہو۔ اس کے برعکس وہ جنسی عمل کے لئے ایک ایسے طریقے کار کی نشان دہی کرتا ہے جو جنسی انتشار، عوارض ، اور ہیجان بیا کرنے کے بجائے جذباتی اور جنسی تسکین ، مودت ، اور توالد و تناسل کے مقاصد حاصل کر سکے -

- وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ
بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً.....

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا

- فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ.....

چنانچہ ضروری ہے کہ فطری مقاصد کے حصول کے لئے وہی فطری

طریق کار اختیار کیا جائے جس کی نشان دہی کلام پاک میں کی گئی

- ہے۔

- فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ

- ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ....

- وَتَقْرَفَى الْأَرْحَامَ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ آجَلٍ مُّسَمًّى

- أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ

- خَلَقَ الذَّرِّيَّةَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ مِنْ نُطْفَةٍ إِذْ أْتَمَنَىٰ -

یہ فطری طریق کار ایسا ہے جو مادہ تولید کے نلکی میں یکجا

کرنے اور پھر رحم میں واپس ڈالنے کے عمل سے انجام نہیں پاسکتا

کیونکہ اس میں فَلَمَّا تَغَشَّاهَا، مَنِىَ يَمْنَى، إِذْ أْتَمَنَى، تَقْرَفَى الْأَرْحَامَ اور

قَرَارٍ مَّكِينٍ (پہلے ہی مرحلے میں) کی صورت پیدا نہیں ہونے پاتی

اور نہ ہی یہ تولیدی عمل زوجین کے ملاپ سے انجام پاتا۔ چنانچہ یہ

دعوئے کرنا بیجا نہیں ہے کہ شریعت میں جس طرح جنس کے غیر

فطری عمل کو حرام قرار دیا گیا ہے اسی طرح اس کے مقصد کے

حصول کے لئے غیر فطری طریق کار کو بھی پسند نہیں کیا جا سکتا۔

۹ - تصفیہ طلب مسائل

(الف) انسانی جسم سے خارج ہونے والے بعض مادے (طبعاً)

مکروہ تنزیہی ہیں۔ (لعاب دهن، پسینه، دوده

یا مکروہ تحریمی اور نجس (بول، براز، خون پیپ تولیدی مادہ)

پھوڑے میں پیپ پڑ گئی ہے اس کے ساتھ نماز ہو سکتی ہے۔
 لیکن اگر یہ پیپ پھوڑے سے خارج ہو کر جلد پر بہہ نکلی یا
 اس نے کپڑے کو آلودہ کر دیا تو یہ گندگی کی حالت ہے جس
 میں طہارت کے بغیر نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ اسی طرح
 اگر دانت سے بہنے والا خون یا پس اگر منہ کے باہر آ گیا تو
 حرام اور نجس ہو گیا لیکن اگر داخلی اتصال کے ذریعے ایک
 منہ سے دوسرے منہ میں چلا گیا تو معاملہ مختلف ہے۔ قیاس کے
 لئے یہ سوال بھی کیا جا سکتا ہے کہ آیا جسم سے بہہ جانے والے
 خون کو اگر کسی طرح جسم میں واپس پہنچا دیا جائے تو اس
 کی شرعی حیثیت کیا ہو گی۔ کیا ان مثالوں پر مرد و عورت کے
 مادہ تولید کو قیاس نہیں کیا جا سکتا؟ داخلی اتصال کے ذریعہ
 ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونا ایک علیحدہ عمل
 اور فطری وظیفہ ہے۔ لیکن اگر اس کے بغیر یہ مادہ بدن سے
 خارج ہو گیا تو کیا خارج ہوتے ہی اس کا حکم حرام اور
 نجس کا نہیں ہے؟ اور پھر یہ کہ حرام اور نجس مادے کی
 ملکیت کے دعوے کی فقہی حیثیت کیا ہے۔؟ اگر اس کی
 ملکیت کا دعوے درست ہے تو گویا اس کی حیثیت مال کی ہے
 اور اگر یہ مال ہے تو کیا اس کی خرید و فروخت کی جا سکتی
 ہے؟ اور اگر مال مباح ہے تو کیا اسے کوئی اور ضرورتمند
 استعمال کر سکتا ہے؟

(ب) دوسرا قابل غور پہلو یہ ہے کہ اگر یہ حرام اور نجس ہے
 (اور غیر مملوک بھی) تو پھر کیا دو حرام نجس اور غیر
 مملوک اشیاء کو باہم ملا دینے سے حرمت، حلت میں بدل
 جائے گی اور غیر مملوک نجاست کسی خاص فرد یا جوڑے کی

ملکیت طیبہ بن جائیگی۔ یاد رہے کہ مرد اور عورت کے مادے مل کر اپنی کیفیت کو نہیں بدلتے جس طرح بول و براز مٹی میں ملنے یا پانی میں تحلیل ہونے کے بعد بدل جاتے ہیں۔ بلکہ دراصل اپنے فطری مزاج کے لحاظ سے ارتقا پذیر ہوتے ہیں۔ یہ خورد بینی مادہ حیات جو نامکمل انسان ہوتے ہیں۔ (جرثومہ اور بیضہ) باہم ملکر علقہ، مضغہ وغیرہ کے مراحل سے گذر کر مکمل انسان بن جاتے ہیں۔ مغربی ممالک میں خون سے کیمیائی عمل کے ذریعہ نمکیات کے اجزاء اخذ کئے جاتے ہیں جنہیں ذائقہ کے لئے بطور نمک استعمال کیا جاتا ہے سوڑ کی (اور دوسرے جانوروں کی) آنتوں سے ایک رطوبت اخذ کی جاتی ہے جو بعض ٹھنڈے مشروبات میں ہاضمے کے لئے اور پنیر میں ملائی جاتی ہے۔ ان ہر دو صورتوں میں نجس خون اور سوڑ کی آنت کی رطوبت اپنی ہیئت بدل دیتی ہے۔ کیا یہ اشیاء (نمک، مشروب اور پنیر) طیب ہیں؟ پھر آدمی اور عورت کے مادہ ہائے تولید تو بدن سے خارج ہوتے ہی حرام اور نجس ہو جاتے ہیں، باہم ملا دینے سے کس طرح مملوک، طیب اور حلال قرار پانگے۔ اور کسی عورت کے لئے ایک خارجی، حرام اور نجس شے کو اپنے رحم میں داخل کرنے کا کیا جواز ہوگا۔ اور اگر اس نے اس طریق کار کے مطابق بچہ پیدا کر دکھایا تو وہ کس دلیل کی بنا پر نجیب الطرفین قرار پائے گا؟

(ج) پھر اس طریق کار کے نتیجے میں جو نسلی، طبی، معاشرتی، قانونی اور اخلاقی مسائل پیدا ہونگے ان میں سے بہت سوں کا فی الحال ادراک نہیں کیا جا سکتا اور بہت سوں کا جواب خود بخود اس طریق کار کے خلاف دلیل بن سکتا ہے۔

(۱) جن مسائل کا فی الحال ادراک نہیں کیا جا سکتا وہ مندرجہ ذیل ہیں -

(الف) مرد کے جرثومہ حیات کو ایک کیمیاوی عمل سے گذرنا پڑتا ہے۔ یہ کیمیاوی عمل بچہ پیدا ہونے یا جوان یا بوڑھا ہونے پر کس قسم کا رد عمل پیدا کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر طویل عرصے کے تجربات کے بعد پتہ چلایا گیا کہ ماں کا دودھ اپنی صحت بخشی کے لحاظ سے منفرد ہے ورنہ دنیا کے سارے دودھ بچے کے لٹے غیر صحتمند ثابت ہوتے ہیں نیز یہ کہ پختہ عمر کو پہنچنے کے بعد ماں کا دودھ پینے والے بچوں میں دوسرے بچوں کے بمقابلہ کولیسٹرال لیول کی زیادتی سے پیدا ہونے والے امراض کی مدافعت کی قوت زیادہ ہوتی ہے۔ اس طرح کیمیاوی عمل کے اثرات کا پتہ چلانے کے لٹے نلکی بچوں کی ایک پوری نسل گذرنے کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے یہ عمل آگر چل کر برے اثر ثابت ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ دس بیس سال بعد اس کے ناقابل تلافی نقصانات کا اندازہ ہو سکے۔ ایک زمانہ تھا کہ لبرلزم کے علمبردار ہم جنسیت کے حق میں اخلاقی اور قانونی دلائل دیتے تھے اور اطباء ان کی تائید کرتے تھے، نصف صدی گذرنے کے بعد یہ ثابت ہوا کہ اس لعنت نے جن امراض کو دعوت دی اس کے وائرس صرف فاعل کے لٹے ہی نہیں بلکہ پورے معاشرے کے جانداروں کے لٹے مہلک ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض ڈاکٹر ایسے مریض کا پوسٹ مارٹم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں -

(ب) اس غیر فطری طریقے سے پیدا ہونے والے بچے کیا نسلی اور طبیعی طور سے فطری بچوں کی طرح نشوونما حاصل کر سکیں

گمے یا کسی اور طرح؟۔ یہ ممکن ہے کہ یہ نئی نسل نارمل ہو۔
یہ بھی ممکن ہے کہ انتہائی بزدل، دون ہمت، پست ذہنیت اور
قنوطی۔ یا پھر بر غیرت، وحشی، درندہ صفت، طوطا چشم؛
مغلوب الغضب اور بدکردار۔

(ج) نلکی بچہ کا تجربہ ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے۔ چند سال
بعد جب اکثر جگہوں پر اس کا عمومی رواج ہو جائے گا تو
ایک بدکردار خدا فراموش معاشرے میں۔

(۱) غیر ذمہ دار، خود غرض اور زر پرست اطباء، عفت،
عصمت، وظائف زوجیت، صلاحیت تولید اور جنسی
صحت کو کس کس طرح تباہ و برباد کر کے جلب منفعت
کا ذریعہ بنائیں گے۔

(۲) جس طرح مانع حمل ادویات کی علانیہ اور وافر
فراہمی نے اور اسقاط کے غیر قانونی اداروں نے جنسی
آوارگی، بدکرداری اور فحاشی کو فروغ دیا ہے ان
عجیب الطرفین بچوں کی پیدائش کے کیا کیا نئے
محركات سامنے آئیں گے۔ اور فطری اور غیر فطری تولید
کے عمل ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہو کر معاشرے میں کون
سے نئے مسائل پیدا کریں گے؟ جن کے لئے اخلاقی اور
معاشرتی قدروں، قانون اور نجابت کے معیار کو کس حد
تک پسپا ہونا پڑے گا۔

(۲) مندرجہ ذیل مسائل وہ ہیں جن کا ادراک کیا جا سکتا ہے
چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ علمائے کرام ان کے بارے میں
پہلے سے فیصلہ کر لیں۔

(الف) طبی، حیاتیاتی اور عرفی اصطلاح کے مطابق حمل

اس لمحے قرار پاتا ہے جب نر اور مادہ جرثوموں میں اتصال واقع ہو جائے۔ فرض کیجیے کہ یہ اتصال نلکی میں واقع ہو گا۔ اب جن سوالات کا جواب چاہیئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) نلکی میں اتصال کے بعد یعنی حمل قرار پانے کے بعد عورت کو حاملہ سمجھا جائے گا یا نہیں۔ اس سوال کی اہمیت اس طرح سمجھی جا سکتی ہے کہ بالفرض نلکی میں استقرار کے بعد شوہر کا انتقال ہو جاتا ہے۔ اگر عورت کو حاملہ سمجھا جائے تو عدت کے مسائل کا حل، اگر ڈاکٹر اپنی غفلت کی بناء پر اسے ضائع کر دے تو جنایت کے مسائل پر غور و خوض، اگر عورت خود ضائع کرائے تو اس کی قانونی حیثیت پر غور اور قتل اولاد کا اطلاق یا استثناء کا مسئلہ نیز وضع حمل کی نئی تعریف۔ اگر ڈاکٹر کسی اور کو فروخت کر دے تو اس مسئلہ کا حل اگر عورت اس کو اپنے رحم میں رکھ لے تو یہ مسئلہ کہ اس حمل نے رحم مادر میں شوہر کے انتقال کے بعد قرار مکین اختیار کیا اس طرح نسب کے مسائل کا حل۔

(۲) اور اگر عورت کو حاملہ نہ سمجھا جائے تو پھر متوفی شوہر کے مال یا متوفی شوہر اور پسماندہ بیوی کے مشترک مال میں وراثت کے مسائل کا حل۔ اگر کچھ ورثا اس حمل کو عورت کے رحم میں منتقل کرنے کی اجازت دیں اور کچھ نہ دیں تو اس کا حل شوہر مقروض مرا ہے تو قرض خواہوں کا اس حمل پر دعویٰ بشرطیکہ وہ مال مقنوم بن گیا ہو۔ اگر کچھ ورثاء اس کی اصلیت پر شبہ کرنے لگیں تو یہ ایک طرح نسب پر اتہام ہوگا اور اس طرح حد قذف کا مسئلہ۔

(۳) اس مفروضے کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ نلکی میں

استقرار حمل کے بعد عورت کا انتقال ہو جائے۔ ایسی صورت میں مسائل ایک دوسری نوعیت کے ہونگے اور علمائے کرام ان کا جو حل تجویز کریں گے وہ یا تو فیملی پلاننگ والوں کو ہتھیار فراہم کر دے گا یا پھر مغربی ممالک کی طرح عورتوں کا ایک ایسا طبقہ پیدا کر دے گا جن کا رحم کرایہ پر حاصل کیا جا سکے مغرب میں اسے نائب ماں یا (Surrogate mother) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(ب) ان دونوں معاملات سے ہٹ کر یہ ذہن میں رکھنا چاہئیں کہ مسلم معاشرے میں اس قسم کے معاملات پر حیا کا پردہ پڑا رہتا ہے۔ اور یہ ضروری نہ ہوگا کہ نلکی بچہ کی کوشش کرنے والا جوڑا اس معاملہ میں کسی اور کو بھی راز دار بنالے۔ چنانچہ شوہر کے انتقال کے بعد نلکی کے استعمال کی صورت میں نسب کے دعوے کے سلسلے میں وراثتے جائداد کے درمیان جو بہتان طرازیان شروع ہونگی اُن کا حل کیا ہوگا۔ اور اگر قانونی حل دریافت بھی کر لیا جائے تو معاشرتی لحاظ سے اس تنازعہ کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ کیا ایسا بچہ اور اس کی اولاد کا نسب مشکوک نہ سمجھا جائے گا۔ مزید برآں اگر کوئی شوہر اپنا مادہ تولید دے کر مفقود الخیر ہو جائے یا عمر قید کی سزا پا جائے تو کیا کیا مزید پیچیدگیاں پیدا ہونگی۔ اس مسئلہ پر فی الحال سوچا ہی نہیں گیا۔

(ج) خون کے گروپ یا انجکشن میں سہو و خطا صرف ایک فرد کو متاثر کرتی ہے اگر یہ سہو و خطا نلکی بچے کے معاملہ میں واقع ہوئی اور عام لوگوں میں مشہور ہو گئی تو دنیا کے سارے نلکی بچوں کا نسب مشکوک ہو جائے گا جس کا نہ

قانون تدارک کر سکرے گا نہ فتویٰ۔ اور اگر واقعی سہو و خطا نہ بھی ہوئی ہو تو بعض مالی مفادات کی بنا پر بھاری رشوت کا جادو غلط بیانی پر بھی آمادہ کر سکتا ہے۔ نتیجہ اس کا بھی یہی ہوگا۔

اگر غور کیا جائے تو ایسے بے شمار مسائل ذہن میں ابھریں گے جو حل کے متقاضی ہونگے۔ اور علماء کو نہ صرف یہ کہ ان پر پہلے سے سوچ بچار کر کے جواب متعین کرنا پڑیگا بلکہ یہ بھی ضروری ہوگا کہ ان سارے فیصلوں پر اجماع واقع ہو اور اس اجماع کے مطابق تمام مسلم ممالک میں قانون سازی کی ضمانت دی جائے لیکن اگر مختلف ممالک کے علماء کی آراء میں اختلاف ہو تو پھر ایک اور مسئلہ یہ پیدا ہوگا کہ اگر شوہر ایک ملک کا ہو اور بیوی اس ملک کی جہاں علماء کی رائے مختلف ہے تو ایسی صورت میں اختلاف رائے کا کیا حل ہوگا؟۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اگر اجماع بھی ہو جائے لیکن مسلم حکومتیں اپنے قانون میں اس کی رعایت نہ رکھیں تو معاملات کی کیا صورت ہوگی۔

۱۰۔ نتیجہ۔

مندرجہ بالا مباحث سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ نلکی بچہ چاہے وہ میاں بیوی کے ہی مادہ تولید سے قرار پایا ہو ناقابل قبول ہے۔ پھر اس کا وجود مسلم معاشرے کے لئے لاینحل مسائل کا سبب ہے۔ اس سے مفسدات کا دروازہ کھلتا ہے۔ اسلام کے معاشرتی نظام میں نہ اس کی ضرورت ہے نہ گنجائش۔ اس کا ایک حل یہ ہے کہ اسلامی معاشرتی نظام اپنی صحیح روح کے ساتھ اپنایا جائے اور دوسرا یہ کہ اسلام کے عائلی قانون پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نہ صرف یہ کہ

مندرجہ بالا دونوں نکات کی طرف حکومت کو توجہ دلانے بلکہ حکومت کو یہ مشورہ بھی دیا جائے کہ پاکستان میں اس قسم کے کسی تجربہ کی اجازت نہ دی جائے اور قانون سازی اور سماجی اداروں کے تعاون سے اس کی روک تھام کی جائے۔ نیز عالمی مسلم معاشرے کو اس سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ تجویز زیر غور لائی جا سکتی ہے کہ کونسل، حکومت پاکستان کو اعتماد میں لے کر رابطہ عالم اسلامی کے تعاون سے ایک عالمی مذہبی کانفرنس طلب کرے جس میں کیتھولک چرچ، اینگلیکن چرچ اور جو مذہبی فرقہ بھی اس کے خلاف ہو اس کو شامل کیا جائے اور اس طرح اس عالمی پلیٹ فارم سے تمام ممالک اور خاص طور سے اقوام متحدہ کے متعلقہ اداروں سے اپیل کی جائے کہ وہ اس قسم کے تجربات کی ہمت شکنی کریں۔ رحم مادر محترم ہے اسے نہ ڈاکٹر کی لیبارٹری بننے دیا جائے اور نہ کرائے کی انڈسٹری۔